81- سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ

آیات : 29 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 5
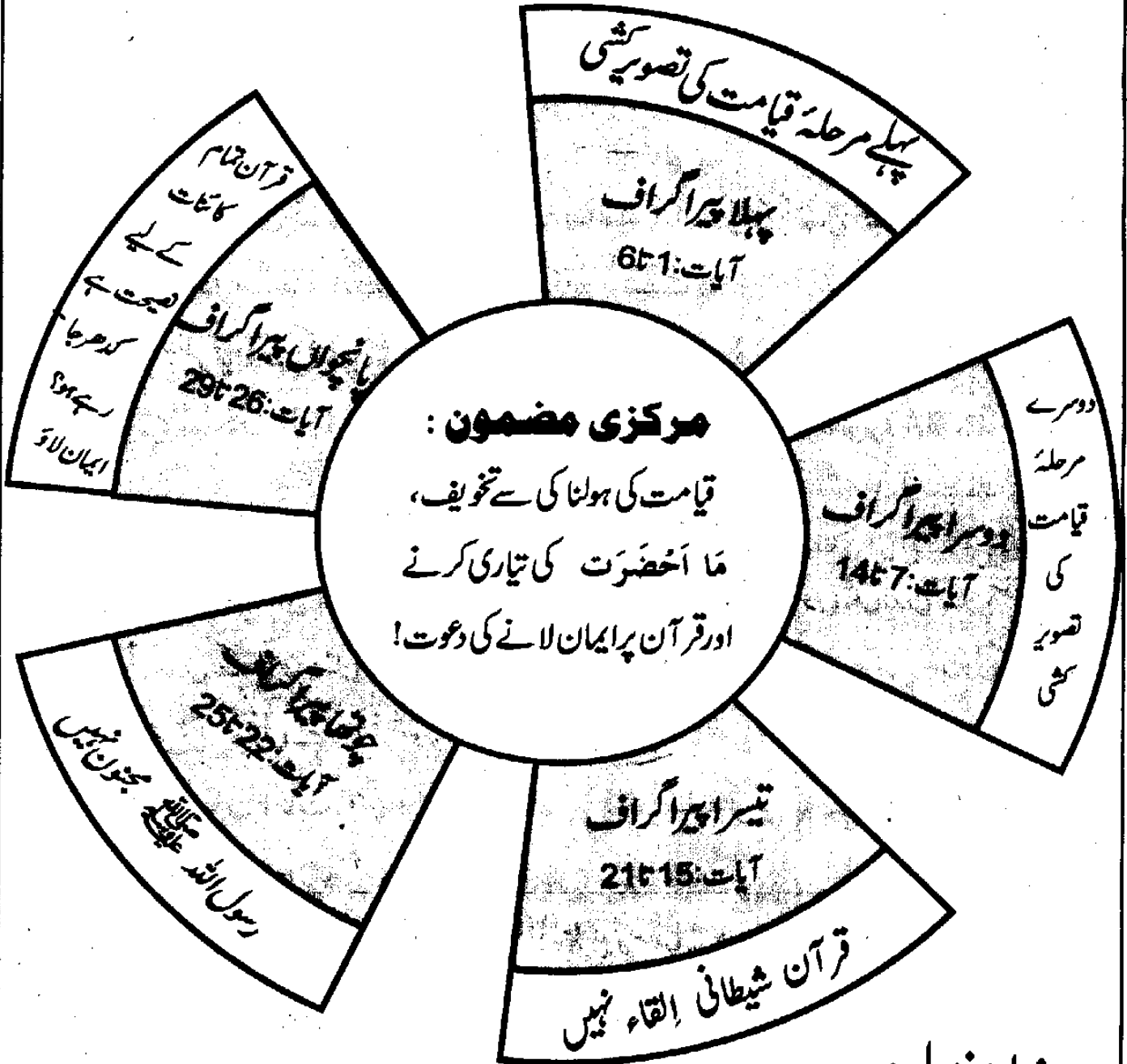
زمانۂ نزول:

1۔ سورت ﴿التَّكْوِيْر﴾ کی ابتدائی 14 آیات، قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئیں، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی۔

2۔ آخری 15 آیات، اعلانِ عام کے بعد الزامات کے دور میں نازل ہوئیں، جب آپ کو ﴿مَجْنُوْن﴾ کہا جا رہا تھا۔

سورۃ التکویر کے فضائل

1- یہ سورت، سورت ہود کی طرح اُن سورتوں میں سے ایک ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کردیا تھا۔

شَيَّبَتْنِي هُود" والواقِعَةُ والمُرسَلاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإذا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

''سورۃ ھود، سورۃ الواقعہ، سورۃ المرسلات، سورۃ النبأ اور سورۃ التکویر نے مجھے بوڑھا کردیا۔''

(جامع ترمذی : کتاب التفسیر ، باب سورۃ الواقعہ ، حدیث 3,297 ، صحیح)

2- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى يَومِ القِيَامَةِ كَاَنَّه رَاْيَ عَيْنٍ فَلْيَقْرَاْ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾

''جو شخص مناظرِ قیامت دیکھنا چاہتا ہے، اُسے سورت ﴿التکویر﴾ ﴿اِنفطار﴾ اور ﴿اِنشقاق﴾ کا مطالعہ کرنا چاہیے''۔ (ترمذی :کتاب التفسیر ، باب سورۃ التکویر3,333، صحیح)

سورۃ التکویر کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿عبس﴾ میں بتایا گیا تھا کہ قرآن ایک نصیحت ہے ،مکرم صحیفوں میں درج ہے ،معزز اور نیک کاتب فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے۔یہاں سورت ﴿التکویر﴾ میں بتایا گیا ہے کہ یہ ﴿رسول کریم﴾ یعنی حضرت جبریلؑ کا قول ہے، جو فرشتوں کے سردار ہیں۔قرآن ،پاگلوں کی گفتگو اور ﴿مَجنُون﴾ کا کلام نہیں ہے، بلکہ خالقِ کائنات کا اعلیٰ اور ارفع کلام ہے۔﴿ذِكْرٌ لِّلعالَمِين﴾ ہے یعنی تمام دنیا والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- قرآن ﴿ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ ہے (آیت:27)۔قرآن قول جبریل ہے۔﴿قَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾ (آیت:19)۔

قرآن قول شیطان رجیم نہیں ہے ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ﴾ (آیت:25)۔کسی مجنون کا کلام بھی نہیں ہے۔ ﴿وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ﴾۔

2- اس سورت میں ہر انسان کو دعوتِ فکر دی گئی ہے کہ وہ غور کرے کہ اس نے قیامت کے لیے کیا کچھ کمایا ہے اور کیا کچھ لے کر اللہ کے حضور پیش ہوگا۔انسان کو ﴿مَا اَحْضَرَتْ﴾ کی تیاری کی فکر کرنا چاہیے (آیت:14)۔

سورۃ التّکوِیر کا نظمِ جلی

سورۃ التّکوِیر پانچ (5) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 6 : پہلے پیراگراف میں، قیامت کے پہلے مرحلے کی تصویر کشی ہے۔

﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ (1) جب سورج ، بے نور ہو جائے گا (جب سورج کی بساط پلٹ دی جائے گی)

﴿وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ﴾ (2) جب ستارے، بکھر جائیں گے۔ (بے نور ہو جائیں گے)

﴿وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ﴾ (3) جب پہاڑ، چلائے جائیں گے۔

﴿وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ﴾ (4) جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں، اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی۔

﴿وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ﴾ (5) جب جنگلی (وحشی) جانور، سمیٹ کر اکٹھے کر دیے جائیں گے۔

﴿وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ﴾ (6) جب سمندر، بھڑکا دیے جائیں گے۔ (ابل پڑیں گے)

سورج لپیٹ دیا جائے گا ، ستاروں کی رونق باقی نہ رہے گی۔ مستحکم اور مضبوط پہاڑ حرکت کرنے لگیں گے ، حاملہ اپنے حمل سے بے نیاز ہوگی اور جنگلی جانوروں پر بدحواسی کا وہ عالم ہوگا کہ وہ اکٹھے جمع ہو جائیں گے اور سمندروں میں آگ لگا دی جائے گی۔

2- آیات 7 تا 14 : دوسرے پیراگراف میں، قیامت کے دوسرے مرحلے کی تصویر کشی ہے۔

﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ (7) اور جب جانیں ، جسموں سے جوڑ دی جائیں گی۔

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ﴾ (8) جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔

﴿بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ﴾ (9) وہ کس قصور میں ماری گئی؟

﴿وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ﴾ (10) اور جب اعمال نامے، کھولے جائیں گے۔

﴿وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ﴾ (11) اور جب آسمان کا پردہ، ہٹا دیا جائے گا (کھال کھینچ لی جائے گی)

﴿وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ﴾ (12) اور جب جہنم، دہکائی جائے گی (بھڑکا دی جائے گی)

﴿وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ﴾ (13) اور جب جنت، قریب لے آئی جائے گی۔

﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ﴾ (14) اس وقت، ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا، کہ وہ کیا لے کر آیا ہے؟

روح کو جسم سے جوڑ دیا جائے گا۔ ﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾ جرائم کی بازپرس ہوگی۔ نامۂ اعمال کھولے جائیں گے، ہر شخص کو اپنے نتیجے (Result) کا علم ہو جائے گا اور عدالت کے فیصلے کے بعد جنت اور دوزخ میں داخلے کی تمام تیاریاں مکمل ہوں گی۔

انسان جان لے گا کہ وہ اللہ کے حضور کس قسم کے اعمال لے کر حاضر ہوا ہے ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ﴾۔

3- آیات 15 تا 21 : تیسرے پیراگراف میں، بتایا گیا کہ قرآن شیطانی اِلقاء نہیں ہے۔

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ﴾ (15) پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں، پلٹنے والے (پیچھے ہٹنے والے) (تاروں کی)

﴿الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ (16) (چلنے والے اور) چھپ جانے والے (تاروں کی)

﴿وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ﴾ (17) اور میں قسم کھاتا ہوں، رات کی! جب کہ وہ رخصت ہوئی (جانے لگتی ہے)

﴿وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ﴾ (18) اور میں قسم کھاتا ہوں، صبح کی! جب کہ اس نے سانس لیا (سانس لیتی ہے)

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ﴾ (19) یہ (قرآن) واقعی ایک بزرگ (باعزت) پیغام بر (جبریلؑ) کا قول ہے

﴿ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ﴾ (20) جو بڑی توانائی رکھتے ہیں، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہیں۔

﴿مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ﴾ (21) وہاں ان کا حکم مانا جاتا ہے، وہ بااعتبار ہیں۔

قیامت کے دن کی تیاری کے لیے، قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس قرآن کی صحیح قدر و قیمت پہچاننا ضروری ہے۔ اس کے مضامین پر غور کرنا بھی ضروری ہے۔ نہ صرف ستاروں، بلکہ رات اور دن کی بھی قسم یعنی گواہی ہے کہ یہ قرآن، کاہنوں اور عاملوں کی خرافات سے بالکل مختلف چیز ہے، اسے شیاطین اور جنات لے کر نہیں آئے، بلکہ حضرتِ جبریلؑ لے کر آئے ہیں۔ حضرت جبریلؑ، ﴿رسول کریم﴾ ہیں، یعنی قابلِ احترام، بزرگ پیغام رساں ہیں۔ صاحبِ قوت ہیں، اللہ رب العرش کے ہاں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ امین اور دیانت دار ہیں۔ قرآن میں اپنی طرف سے کوئی چیز شامل نہیں کرتے۔ اللہ کے کلام کو، جوں کا توں محمد ﷺ کے قلب پر نازل کرتے ہیں۔

4- آیات 22 تا 25 : چوتھے پیراگراف میں، بتایا گیا ہے کہ رسول ﷺ مجنون اور دیوانے نہیں ہیں۔

حضرتِ جبریلؑ کو انہوں نے کھلے آسمان کے افق پر، دن کی روشنی میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ رسول ﷺ بھی قرآن جوں کا توں لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اس معاملے میں یہ بخیل نہیں ہیں۔ لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ رسول ﷺ کی ذات اور کردار پر غور کریں۔ پھر ان کے لائے ہوئے قرآن پر غور کریں۔ یہ شیطانی القاء نہیں ہے، جنون اور جنات کے اثرات قبول کرنے والوں کی باتیں ایسی نہیں ہوتیں۔

﴿وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ﴾ (22) تمہارے رفیق (محمد ﷺ) مجنون نہیں ہیں (خبطی نہیں ہیں)

﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ﴾ (23) انہوں نے اُس پیغامبر (حضرت جبریلؑ) کو روشن افق پر دیکھا ہے۔

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ (24) اور وہ، غیب کے اس علم کو، لوگوں تک پہنچانے کے معاملے میں بخیل نہیں ہیں۔

﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ﴾ (25) اور یہ (قرآن) کسی شیطانِ مردود کا قول نہیں ہے۔

5- آیات 26 تا 29 : پانچویں اور آخری پیراگراف میں انسان سے سوال کیا گیا ہے کہ وہ کدھر جا رہا ہے ﴿ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴾

قرآن ﴿ ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِين ﴾ ساری کائنات کے لیے نصیحت ہے، لہٰذا اس پر ایمان لانا چاہیے۔

﴿ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴾(26) پھر تم لوگ کدھر جا رہے ہو؟ (تو تم کہاں کھوئے جاتے ہو؟)

﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾(27) یہ (قرآن) تو سارے جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔

﴿ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴾(28) تم میں سے ہر اس شخص کے لیے، جو راہِ راست پر چلنا چاہتا ہو۔

﴿ وَمَا تَشَآءُوْنَ اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا،

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾(29) جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔

لوگوں کے ضمیر سے پوچھا گیا ہے کہ تم خود اپنے طرزِ عمل پر غور کرو! تمہارا یہ طرزِ عمل کیسا ہے؟ تم کدھر جا رہے ہو؟ ترکِ قرآن کی یہ راہ کیسی ہے؟ ﴿ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ؟ ﴾ غور کرو! ثابت ہو جائے گا کہ یہ قرآن، خالق کائنات، ﴿ اللہ ربُّ العالمین ﴾ کا کلام ہے۔ انسانوں کو اس قرآن کو قبول کرنے، اور مسترد کرنے کی آزادی (Freedom of choice) حاصل ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ انسان اس آزادی کا صحیح استعمال کرتا ہے یا غلط!

مرکزی مضمون

قرآن مجید میں غور و فکر کر کے انسان کو روزِ قیامت پر ایمان لانا چاہیے اور اسے روزِ قیامت پیش کیے جانے والے اعمال ﴿ مَا اَحْضَرَتْ ﴾ کی تیاری کرنی چاہیے۔

630
FLOW CHART
MACRO-STRUCTURE
ترتیبی نقشہ ربط
نظمِ جلی
82- سُوْرَةُ الاِنْفِطَارِ
آیات : 19...... مَکِّیَّة"...... پیراگراف : 5
قیامت کے دونوں مرحلوں کی تصویر کشی
پہلا پیراگراف
پہلا مرحلہ
آیات:1 تا 3
دوسرا مرحلہ
آیات:4,5
دلائلِ تخلیق و ربوبیت سے آخرت پر استدلال
غافل نہ بنو!
دوسرا پیراگراف
آیات:6 تا 8
مرکزی مضمون
غفلت ترک کرو ! ایمان لاکر ، نیک عمل کرو !
دوسروں کی شفاعت پر انحصار نہ کرو !
اپنے عمل اور اپنے رب کی رحمت کے امیدوار بنو !
اَبرار اور فُجّار کا انجام مختلف ہوگا
شفاعت پر انحصار نہ کرو!
ایمان و عمل کی دعوت
پانچواں پیراگراف
آیات:17 تا 19
تیسرا پیراگراف
آیات:9 تا 12
غفلت کا سبب آخرت کا انکار ہے
چوتھا پیراگراف
آیات:13 تا 16
اَبرار اور فُجّار کا انجام مختلف ہوگا
زمانہ نزول:
سورت ﴿الانفطار﴾، قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 ـ 3 نبوی) میں آپ ﷺ پر نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جا رہی تھی اور جب مناظرِ قیامت سے نومسلم نوجوانوں کی اذہان سازی کی جا رہی تھی۔

سورۃ الانفطار کے فضائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّه رَاىَ عَيْنٍ فَلْيَقْرَا اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾

(ترمذی :کتاب التفسیر ، باب سورة التکویر ،3,333، صحیح)

"جو شخص مناظرِ قیامت دیکھنا چاہتا ہے، اُسے سورت ﴿التکویر﴾ ﴿انفطار﴾ اور ﴿انشقاق﴾ کا مطالعہ کرنا چاہیے"۔

سورۃ الانفطار کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿التکویر﴾ میں، قریشِ مکہ کو اللہ تعالیٰ کے بلند پایا کلام قرآن اور ﴿مجنون﴾ یعنی پاگل آدمی کی باتوں کے درمیان غور وفکر کرنے اور تقابل کرنے کی دعوت تھی۔ یہاں سورت ﴿الانفطار﴾ میں نیک لوگوں ﴿الاَبْرار﴾ اور بدکردار لوگوں ﴿الفُجّار﴾ کے درمیان موازنہ ہے۔

دونوں سورتوں میں قیامت کے مناظر کی تفصیل بیان کر کے تخویف کی گئی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- اس سورت میں ﴿اَبرار﴾ کا موازنہ، ﴿فُجّار﴾ سے ہے۔ روزِ قیامت ﴿ابرار﴾ اور ﴿فُجّار﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔

2- اس سورت میں تخلیق کے پانچ مراحل بیان کیے گئے ہیں۔(1) تخلیق ﴿خَلَقَ﴾ منصوبہ بندی (2) تَسوِیۃ ﴿سَوّٰك﴾ نوک پلک سنوارنا (3) تعدیل ﴿فَعَدَلَك﴾ متناسب اور موزوں بنانا (4) تصویر ﴿صورة﴾ (5) ترکیب ﴿رَكَّبَك﴾

3- ﴿مَا غَرَّكَ؟﴾ کے الفاظ سے انسانی ضمیر سے پوچھا گیا ہے کہ اپنے ربِ کریم سے غفلت کی وجہ کیا ہے؟ جزا وسزا کا انکار کیوں ہے؟

4- ﴿كِرَامًا كَاتِبِيْنَ﴾ یعنی اللہ کے معزز فرشتے، انسان کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔ لہٰذا اسے ایمان لا کر نیک عمل کرنا چاہیے۔

5- قیامت کے دن شفاعتِ باطلہ کا عقیدہ کام نہ آئے گا۔ دوسرا شخص انسان کی مدد نہیں کر سکے گا۔ کُلّی اختیارات صرف اور

صرف اللہ کے پاس ہوں گے۔

سورۃ الانفطار کا نظمِ جلی

سورۃ الانفطار پانچ (5) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5 : پہلے پیراگراف میں، قیامت کے دونوں مراحل کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ (1) جب آسمان، پھٹ جائے گا۔

﴿وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ﴾ (2) اور جب تارے، بکھر جائیں گے۔

﴿وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ﴾ (3) اور جب سمندر، پھاڑ دیئے جائیں گے۔ (پھٹ پڑیں گے)

﴿وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ﴾ (4) اور جب قبریں کھول دی جائیں گی۔

﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ﴾ (5) اس وقت ہر شخص کو، اس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔

آسمان پھٹ جائے گا، ستارے بکھر جائیں گے، سمندر پھٹ پڑیں گے اور قبریں اگلوائی جائیں گی۔ اس وقت انسان کو اس کے اگلے اور پچھلے اعمال دکھائے جائیں گے۔

2- آیات 6 تا 8: دوسرے پیراگراف میں، تخلیق کے پانچ مراحل سے اور ربوبیت سے آخرت پر استدلال کر کے بتایا گیا کہ انسان کو اپنے رب سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (آیت 6)

اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے اس رب کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا؟

﴿الَّذِي خَلَقَكَ، فَسَوَّاكَ، فَعَدَلَكَ﴾ (7)

جس نے تجھے پیدا کیا (جس نے تیرا خاکہ بنایا) تجھے نِک سک سے درست کیا، (پھر تیرے نوک پلک سنوارے) تجھے متناسب بنایا۔ (اور تجھے بالکل موزوں کیا)

﴿فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ﴾ (8) اور جس صورت میں چاہا، تجھ کو جوڑ کر تیار کیا

3- آیات 9 تا 12 : تیسرے پیراگراف میں، بتایا گیا کہ انسان کی غفلت کا اصل سبب، آخرت کا انکار ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ﴾ (9) ہرگز نہیں، بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم لوگ جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو۔

﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ﴾ (10) حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں۔

﴿كِرَامًا كَاتِبِينَ﴾ (11) ایسے معزز کاتب (فرشتے)، (دبیرانِ گرامی)

﴿يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾ (12) جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

دراصل انسان، ﴿الدِّينُ﴾ یعنی قیامت کی جزا وسزا کا عقیدہ نہیں رکھتا، بلکہ اسے جھٹلاتا ہے۔ انسان کو خبردار کیا گیا ہے، کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے۔ اس کا پورا نامۂ اعمال تیار کیا جا رہا ہے، اور نہایت معتبر کاتب (فرشتے) ہر وقت اس کی تمام حرکات وسکنات نوٹ کر رہے ہیں۔

4- آیات 13 تا 16 : چوتھے پیراگراف میں، بتایا گیا ہے کہ فرشتوں کے بنائے گئے ریکارڈ کے مطابق، یا تو جزا دی جائے گی یا سزا

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ﴾ (13) یقیناً اَبرار (نیک لوگ)، مزے (عیش) میں ہوں گے۔

﴿وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾ (14) اور بے شک فُجّار (بدکار) لوگ جہنم میں جائیں گے۔

﴿يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ﴾ (15) جزا کے دن، وہ اس میں داخل ہوں گے۔

﴿وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ﴾ (16) اور اس سے ہرگز غائب نہ ہو سکیں گے (اوجھل ہونے والے نہیں)

﴿اَبرار﴾ اور ﴿فُجّار﴾ کا انجام مختلف ہوگا۔ ﴿اَبرار﴾ نعمتوں میں اور ﴿فُجّار﴾ دوزخ میں ہوں گے۔

5- آیات 17 تا 19 : پانچویں اور آخری پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو دوسرے لوگوں کی شفاعت پر بھروسہ کرنے کے بجائے، اپنے ذاتی اعمال پر توجہ دینی چاہیے۔

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ﴾ (17) اور تم کیا جانتے ہو کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟

﴿ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ﴾ (18) ہاں! (بولو) تمھیں کیا خبر کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟

﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ﴾ (19)

"یہ وہ دن ہے، جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی دوسرے شخص کے بس میں نہ ہوگا، فیصلہ اس دن، بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔"

سب سے پہلے دو مرتبہ سوال کر کے ﴿یوم الدّین﴾ کی اہمیت اور نوعیت کی سنجیدگی کا انکشاف کیا گیا ہے۔ پھر شفاعتِ باطلہ کی تردید کی گئی ﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا﴾۔ قیامت کا دن عام دنوں کی طرح نہ ہوگا۔ یہ نفسا نفسی کا دن ہوگا۔ پیشی کے دن، کسی دوسرے کے بس میں کچھ نہ ہوگا، بلکہ سارے اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوں گے۔ ﴿وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ﴾ یہ توحیدِ اختیار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ مختار ہے، مجبور نہیں، دوسروں کے دباؤ میں نہیں آتا۔ اس لیے دوسروں پر اور دوسروں کی شفاعت پر انحصار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اپنے ذاتی نیک اعمال سے اپنی ذات کو سنوارنا چاہیے اور اللہ کی رحمت کا امیدوار بن جانا چاہیے۔

مرکزی مضمون

انسان کو اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے خالق ورب سے غفلت کا رویہ ترک کر دینا چاہیے۔ ایمان لا کر، نیک عمل کرنا چاہیے۔ دوسروں کی شفاعت پر انحصار کرنے کے بجائے اپنے عمل اور اپنے رب کی رحمت کے امیدوار بن کر ﴿ اَبرار ﴾ کو دی جانے والی نعمتوں کو حاصل کرنے اور ﴿ فُجّار ﴾ کے انجامِ دوزخ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔